25

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

ان الفضل بید اللہ ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار — قادیان — فی پرچہ ۱

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۳۲	مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء	سہ شنبہ	مطابق ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ حضور نے خطبہ جمعہ ۱۴ اکتوبر میں عقائد کی اصلاح اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کے متعلق فرمایا۔

۱۰ اکتوبر کو منشی قدرت اللہ صاحب سنوری کے داماد [illegible] کی لاش سنور سے بذریعہ موٹر لائی گئی۔ حضرت [illegible] نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ [illegible] ماسٹر [illegible] صاحب [illegible] گورداسپور سے جنازہ لاہور سے آیا۔ جو حضرت اقدس نے پڑھایا۔ اور مرحوم بھی بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔

قطعہ

در تہنیت تولد صاحبزادگان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(از جناب منشی قاسم علی خاں صاحب قادیانی):

خدا کا شکر ہے جو حدِ انتظار آئی
نوید شب کا لباسِ سیہ اتار آئی

ظہورِ صبح ہوا بادِ غمگسار آئی
صبا کے کاندھوں پہ امیدِ دل سوار آئی

مشامِ جاں میں بوئے نافۂ تتار آئی
یہ رات بیتے ہاں صبح مشکبار آئی

چمن چمن میں نسیمِ سحر پکار آئی
مبارک اہلِ گلستاں کو پھر بہار آئی

رگا ہے جو نرگس نے بہرِ نظارہ
تو اپنے نوروں کو سنبل بنا سنوار آئی

خوشی میں صبح کی شب بھر چنبیلی نے گوندھے
جو نذر کرنے لگیں میں لگائے ہار آئی

زباں تالو سے لگتی نہیں ہے سوسن کی
صدائے نغمۂ فرحت جو بار بار آئی

جو کھِل پڑتا ہے فرطِ خوشی سے رنگِ گلاب
تو شادیانے سناتی ہوئی ہزار آئی

ہر ایک سمت سے باغِ جہاں مہک اٹھا
یہ کس کی روح فزا بوئے خوشگوار آئی

گر عیاں نہ تھا اس انبساط کا کچھ راز
کہ منتظر وہ حقیقت نقاب اوتار آئی

خوشی سے مہر بھی جب مہر نیم روز ہوا
لباس بدلے ہوئے نور بنکے نار آئی

یکا یک آئی صدا خوش نوا مبارک ہو
صدف سے لمع رخ درشا ہوار آئی

ہوا ہے شاہ کے فرزند قصر ادل میں
ہوئی ہے جس گل نو سے یہ گلشن آرائی

یہ روز بھی وہ مبارک دوشنبہ ہے جسکی
کلام حق میں بھی تعریف چندبار آئی

جناب حضرت **محمود احمد** ذیجاہ
کہ جن کی کفش کی ہے خاک شان دارائی

یہ آئے چار ثمر ان کے باغ میں اس سال
جو تین بخت دل ایک دخت باوقار آئی

ہو ذرہ ذرہ مرا جھ پہ اے خدا قرباں
جو بات تو نے کہی ہو کے استوار آئی

کلام احمد مرسل میں آچکی ہے یہ
جو بات لب پہ مرے دل سے زرنگار آئی

ہوئی ہیں شادیاں ورثیں میں جو مذکور
وہی یہ شادیاں ہیں گنتی جن کی چار آئی

ہوا اعادہ پھر اس سال قول احمد کا
کہ جس کی شرح بیاں بڑھ کے شاندار آئی

ابھی شمار ہی کیا بے شمار یہ ہونگے
وہ شان دیکھنا جب ایک سے ہزار آئی

ہے ذوالجلال وہ قادر اسی کی ہے تعریف
کہ جس کی نیچی ندا بر سر منار آئی

کہاں ہیں دشمن احمد کہاں ہیں دشمن حق
مخالفت سے نہ جنکو کبھی بھی عار آئی

کہاں معاند محمود ہو گئے مفقود
حیا نہ جن کو کبھی ہو کے شرمسار آئی

جناب ناؤنہ کا غذکی سن رکھیں یہ پیام
لگے گی پار وہ کیا ان سے جو نہ دار آئی

مبارک ان کو ہو محمود جن کا پیارا ہے
سلامت ان کو ہو جن کے لئے بہار آئی

یہ نونہال الٰہی ہوں تیرے بندۂ خاص
کہ تیرے فضل سے یہ کشتی برکنار آئی

یہ عرض میری اب آقا سے ہے پئے احمد
کہ میری سانس جو آئی خطا شعار آئی

قریب ہے کہ جو ہو جام زندگی لبریز
پچاس سال یہ جاں عمر کے گذار آئی

چھپالو دامن اطہر میں سخت نادم ہوں
کہ جتنی عمر مری آئی نا بکار آئی

اخبار احمدیہ

(✻)

ضرورت

(۱) ایک احمدی دوست کو ایک ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو عربی زبان سے واقف اور کم از کم قرآن کریم کا ترجمہ اردو میں پڑھا سکے۔ جس کو بیس روپیہ ماہوار اور خوراک دیجائیگی۔ پاک پٹن ضلع منٹگمری میں رہنا ہوگا اس کے خاوند کو بھی وہیں چھوٹی موٹی ملازمت مل سکے گی۔

(۲) ایک مڈل پاس استانی کی جو عربی سے بھی کسی قدر واقف ہو۔ نوشہرہ چھاؤنی میں ضرورت ہے۔ درخواست کے ساتھ کم از کم جتنی تنخواہ پر کام کرنا منظور ہو۔ ضرور لکھا جائے ایسی تمام درخواستیں بنام ناظر تعلیم و تربیت قادیان دارالامان آنی چاہئیں۔

مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

قابل تعریف مثال

خدا تعالیٰ مال و دولت تو دنیا میں بہت سے لوگوں کو عطا کرتا ہے۔ مگر بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو دولتمند ہو کر اس ہستی کو یاد رکھتے ہیں۔ جس نے ان کو سب کچھ دیا ہوتا ہے۔ اور اسی کے دئے ہوئے مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنا ان کے لئے بہت تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں میں جہاں اور بہت ہی خوشگوار تبدیلیاں کر دی ہیں۔ وہاں خدا تعالیٰ کے لئے اموال خرچ کرنے کا جوش بھی پیدا کر دیا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنی اپنی حیثیت اور وسعت کے لحاظ سے اسلام کی مالی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور جنہیں خدا تعالیٰ نے آسودہ حال کیا ہے۔ وہ نہایت عمدگی سے شکر نعمت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ حال میں سلسلہ کی مالی ضروریات کو دیکھکر حکیم محمد عمر صاحب نے پانچ ہزار روپیہ نقد وصیت کا داخل خزانہ کیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خدا تعالیٰ ان کی اس قربانی کو منظور فرمائے۔ اور ان کے لئے دین و دنیا میں بہتری کے سامان پیدا کرے۔

طبیب حاذق

حکیم محمد منظور صاحب پسر جناب مفتی محمد صادق صاحب امتحان طبیب حاذق میں درجہ اول میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

شکریہ

میں ان تمام احمدی احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مجھ سے اظہار ہمدردی فرمایا۔ اور مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی۔ میں فرداً فرداً ہر ایک احمدی بھائی کی خدمت میں جواب عرض نہیں کر سکا۔ تمام احمدی احباب میرے حق میں اور مرحوم کے حق میں دعا فرمائیں۔

خاکسار :- محمد نواب خاں ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ

اخبارات کی ضرورت

تاندلیانوالہ ضلع لائل پور میں مسلم ریڈنگ روم تقریباً ایک ماہ سے کھولا گیا ہے۔ میں بھی اپنا اخبار الفضل و دیگر سلسلہ کے ٹریکٹ وہاں رکھ دیتا ہوں جن کو احباب پسند کرتے ہیں۔ لہذا سلسلہ عالیہ کی ترقی چاہنے والے احباب سلسلہ کے اخبارات و رسائل مسلم ریڈنگ روم تاندلیانوالہ ضلع لائل پور کے پتہ پر جاری فرما کر ثواب حاصل کریں۔

خاکسار عبدالستار قریشی انچارج ڈسپنسری ہسپتال تاندلیانوالہ

درخواست دعا

(۱) میری لڑکی عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ رحمت الٰہی ستار

(۲) میں ایک عرصہ سے بعارضہ دمہ سخت تکلیف میں ہوں۔ کھانسی سخت ہے۔ گلے میں خراش ہے ہچکی رہتی ہے۔ موسم سرما میں تکلیف اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اگر کوئی بھائی اس بیماری کے متعلق دوائی بھیج سکیں۔ تو بہت ہی شکر گذار ہونگا۔ نیز سب بھائی صحت و آرام کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار عبدالرحمن پشاوری بن حافظ محمد صاحب مرحوم

(۳) مجھے ملازمت کے سلسلہ میں ایک تکلیف اور مصیبت درپیش ہے۔ احباب دعا فرما دیں کہ دور ہو جائے۔

مبشر علی احمدی از پنڈ دادنخاں ضلع جہلم

(۴) ہمارا ایک بھائی مسمی محمد فراز حسین ساکن ماڑی پانچ ماہ سے سخت بیمار ہے ابتک آرام نہیں ہوا۔ اس کی حالت آجکل بہت ہی خطرناک ہے۔ اور روز بروز کمزوری بڑھتی جاتی ہے۔ لہذا بزرگان جماعت اور برادران ملت کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس کیواسطے دعا فرمائیں۔ تا اللہ تعالیٰ انکو شفا عطا فرما دے۔ آمین والسلام

خاکسار زینتی دہلان ساماٹری

(۵) عاجز کا بھائی عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہے افاقہ ہونے کی بجائے مرض بڑھ رہا ہے۔ لہذا احباب کرام کی خدمت اقدس میں دعا کیلئے درخواست ہے۔ رحمت اللہ بنگوی از فیروز پور شہر

(۶) خاکسار کی تبدیلی کانپور میں ہو گئی ہے۔ میں تبدیلی منسوخ کرانے یا بجائے کانپور کے فیروز پور جانے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس عاجز کے حق میں دردل سے دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم مجھے اس کوشش میں کامیاب فرماوے۔ محمد شریف کلرک قلعہ میگزین راولپنڈی

(۷) میرے والد صاحب بہت سخت بیمار ہیں۔ درخواست ہے کہ تمام بھائی بہن دردل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو جلدی شفا بخشے۔ والسلام اہلیہ محمد طفیل نوشہرہ چھاؤنی

(۸) میری بیوی عرصہ سے بیمار ہے۔ میو ہسپتال لاہور میں علاج ہو رہا ہے۔ احباب دعاء صحت فرمائیں۔ حکیم محمد فیروز الدین [illegible]

(۹) عاجز ایک خاص مقصد کیلئے کوشش کر رہا ہے [illegible]
جمیع احمدی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء

"ہندوستان میں آریہ راجیہ کی ستھاپنا"

اخبار "تیج" ۹ ستمبر نے "ستیارتھ پرکاش" کی اس فتنہ انگیز تعلیم کی جو آریوں کے سوا تمام مذاہب کے لوگوں کو گشتنی و گردن زدنی قرار دیتی ہے۔ اور ہندوستان میں کسی غیر ہندو کا رہنا گوارا نہیں کرتی۔ عجیب بھولے پن سے یہ تشریح کی ہے:-

"ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قابلِ اعتراض بات کیا ہے ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے آریہ سماج ایک مشنری دھرم ہے۔ اس کا اُدویش سارے سنسار کو آریہ بنانا ہے۔ ان حالات ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ آشا کرنا کیا گناہ ہے۔ کہ ہندوستان میں آریہ راجیہ کی ستھاپنا ہو۔ اور اس پر کیونکر کوئی اعتراض کر سکتا ہے"

وہ دماغ جو ہندوستان کو صرف ہندوؤں کا ملک قرار دیتا ہے اگر "ستیارتھ پرکاش" کی اس خلاف امن تعلیم کی بُرائی نہ سمجھ سکے جس میں تلقین کی گئی ہے۔ کہ

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بیعزتی کرتا ہے۔ اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے"۔

وہ قطعاً معذور ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہندوستان کس طرح صرف ہندوؤں کا ملک ہے۔ اور کسی اور کو اس میں رہنے کا کیوں حق حاصل نہیں۔ کیا ہندوستان ویدوں کی طرح محض ہندوؤں کے ایشور نے بنایا۔ اور اس کا پٹہ ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کے نام لکھ دیا گیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر "ہندوستان ہندوؤں کا ملک" کس طرح ہو سکتا ہے +

جس طرح مسلمان اور انگریز دوسرے ممالک سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے۔ اسی طرح ہندو بھی باہر سے ہی ہندوستان میں آئے۔ اس بات کی تاریخ گواہ ہے۔ اور وہ قومیں شاہد ہیں۔ جو ابھی تک قدیم ہندوؤں کے مظالم کا زندہ ثبوت موجود ہیں۔ پس مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کا ہندوستان پر قطعاً زیادہ حق نہیں ہے۔ کہ وہ اسے صرف اپنا ملک سمجھیں۔ اور "ستیارتھ پرکاش" کی اس تعلیم کو جو تمام غیر ہندوؤں کو ملک بدر کر دینے کے متعلق ہے عمل میں لانے کا خیال تک بھی کر سکیں۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ سوائے بدامنی اور فساد کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ آریہ سماج اگر مشنری دھرم ہے۔ تو ہو۔ اس کا اُدویش سارے سنسار کو آریہ بنانا ہے۔ تو ہو۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں قابلِ اعتراض جو بات ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بانی آریہ سماج نے اپنی "ستیارتھ پرکاش" میں ان لوگوں کو جو آریہ نہ ہوں۔ جبراً اور زبردستی ملک سے نکال دینے کا کیوں حکم دیا ہے اور کیوں یہ لکھا ہے کہ

"جنہوں نے تجرد اور گرہست اور فقیری وغیرہ ان تینوں کو باری باری اختیار نہ کیا ہو۔ ایسے لوگ یا تو ہمارا مذہب قبول کریں یا مر جائیں یا ہمارے غلام ہو کر رہیں"۔

(دیہے دتی سبھا صفحہ ۵)

کیا ایک مشنری دھرم کا یہی اُدویش ہوتا ہے ہرگز نہیں۔ یہ تو نہایت ظالمانہ اور بے رحمانہ حکم ہے۔ اور جب تک اس قسم کے حکم جاری رہیں گے۔ اور ان پر عمل کرنے والے موجود ہونگے۔ اس وقت تک سرزمین ہند میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بانی آریہ سماج کی نہایت خطرناک تعلیم کی طرف گورنمنٹ کو بار بار توجہ دلا رہے ہیں اور تمام مذاہب ہند کے لوگ اس بارے میں ہمارے ساتھ متفق ہیں +

جہاں تک ظاہری حالات کا تقاضا ہے گورنمنٹ باوجود ایک عرصہ سے پراچین ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں اور سکھوں کے ستیارتھ پرکاش کے خلاف آواز بلند کرنے اور اس کے بد اثرات ظاہر کرنے کے کچھ کرتی نظر نہیں آتی۔ اس لئے دیگر مذاہب کے لوگوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً آریہ سماجیوں کے ان ارادوں اور منصوبوں کا بنظر غائر مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ جو ستیارتھ پرکاش کی تعلیم پر مبنی ہیں۔ اور ان کی طرف سے قطعاً غافل نہ رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ تیج کے مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے۔ اور جیسا کہ اس شور و شر سے عیاں ہے جو ستیارتھ پرکاش کی حمایت میں آریوں کی طرف سے برپا کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ وہ کھلے بندوں گورنمنٹ کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر ستیارتھ پرکاش کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔ تو بے امنی کا ایسا طوفان برپا کر دیا جائے گا۔ جسکی پہلے نظیر نہیں ملتی۔ آریہ اپنی زندگی کے دو ہی مقصد سمجھتے ہیں ایک یہ کہ ہندوستان میں جس قدر دیگر مذاہب کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ان سب کو آریہ بنا لیں۔ یا پھر یہ کہ جو آریہ نہ بنیں۔ انہیں ہندوستان سے نکال دیں۔ یا نہایت ذلیل زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیں۔ پہلا مقصد اگر منصوبہ بازیوں اور فتنہ انگیزیوں سے علیحدہ ہو کر پورا کیا جائے۔ اور ویدک دھرم کی خوبیاں دلائل پیش کر کے لوگوں کو اس کے "گرہن" کرنے کی دعوت دیجائے تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب اس کے لئے ناجائز اور ناروا طریق اختیار کئے جائیں۔ اور غیر ہندوؤں کو ہندوستان سے جبراً نکال دینے کی تعلیم مدنظر ہو تو اس کے خلاف آواز اُٹھانا اور اسے ملک میں فتنہ و فساد برپا کرنیکا باعث قرار دینا ہر امن پسند انسان کا فرض ہے +

بچپن کی شادی اور ہندو

ہندو بچپن کی شادی پر بطور مذہبی حکم عمل کر کے جسقدر نقصانات اُٹھا رہے ہیں وہ ظاہر ہیں۔ ان میں ایک برس سے لیکر آٹھ دس برس تک کی لاکھوں بیوائیں اسوقت موجود ہیں اور پھر ستم یہ کہ ہندو مذہب انکی دوبارہ شادی کرنیکی بھی اجازت نہیں دیتا۔ ان حالات سے تنگ آکر نئی روشنی کے ہندوؤں نے گورنمنٹ سے اس قسم کا قانون نافذ کرنیکی کوشش کی جس سے بچپن کی شادی کا انسداد ہو سکے لیکن اپنے مذہب سے وفاداری دکھانے والے اور اس میں کسی قسم کی مداخلت گوارا نہ کرنے والے صحیح الاعتقاد ہندو کب اسے برداشت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ خود قانونی کونسل میں بھی اسکے خلاف آواز بلند کی گئی۔ اور اب "شاردا پیٹھ کے شری یت جگت گورو شنکر اچاریہ سوامی راجا راجیشور شرم مہاراج" نے ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل با اجلاس کونسل کی خدمت میں ایک برقی پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں اس امر پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا ہے۔ کہ مرکزی مجلس مقننہ ہند نے بارہ سال کی عمر سے کم لڑکیوں کی شادی کے انسداد کا مسودہ قانون پیش کر کے ہندو قوم کی مذہبی آزادی میں مداخلت کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس امر پر اظہار طمانیت کیا ہے۔ کہ ہز ایکسیلنسی کی حکومت نے مرکزی مجلس مقننہ کے سامنے راسخ العقیدہ ہندو جماعت کے خیالات کو پیش کر دیا۔ اس پیغام میں ہز ایکسیلنسی سے درخواست کی گئی ہے کہ اپنے اختیارات خصوصی سے مسودہ

قانون کو مسترد کردیں۔

ہم حیران ہیں۔ کہ اس بارے میں کس سے اظہار ہمدردی کریں۔ راسخ العقیدہ ہندو ہندو دھرم کے احترام اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے کی وجہ سے مجبور ہیں۔ کہ کسی قسم کی مداخلت منظور نہ کریں۔ اور دوسرے ہندو پیش آمدہ مشکلات کی وجہ سے لاچار ہیں۔ کہ ان کے دور کرنے کا حل سوچیں خواہ ہندو دھرم کی احکام کے خلاف ورزی ہی کرنی پڑے۔ ہم آخر الذکر لوگوں کے حق میں ہی رائے رکھتے ہیں۔ لیکن آریہ صاحبان سے اور خصوصاً "تیج" کے مہاشہ پریم چند صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ جو "کیا اسلام میں تبدیلی کی ضرورت نہیں" کے عنوان سے مضمون لکھکر اپنی اسلام سے عدم واقفیت کی تشہیر کر رہے ہیں۔ کہ تبدیلی کی ضرورت ویدک دھرم کو ہے یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں بچپن کی شادی کے خلاف گورنمنٹ سے ایسا قانون منظور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جس کی مخالفت "جگت گرو شنکر آچاریہ سوامی راجا راجیشور شرم مہاراج" ایسے ہندو دھرم کے مذہبی رہنما اور لیڈر کر رہے ہیں ٭

فیصلہ راجپال کے متعلق
سیکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا کا غلط بیان

راجپال کے قوت بازو اور سرپرست مہاشہ کرشن صاحب سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ایک مضمون اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ جس میں واقعات کو غلط اور مسخ شدہ صورت میں پیش کرتے ہوئے "ہندو لیڈروں اور کارکنوں پر قاتلانہ حملوں کے اسباب" بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مہاشہ صاحب راجپال کی بریت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ فیصلہ ۴ مئی ۱۹۲۷ء کو ہوا۔ گو اسی دن لاہور میں ہندو مسلم فساد ہوا تھا۔ مگر کسی نے بھی اس مذموم حادثہ کو مقدمہ رنگیلا رسول کے ساتھ وابستہ نہ کیا۔ ان دنوں میں اسلامی اخبارات نے فیصلہ ہذا کے خلاف ذرہ بھر بھی پروٹسٹ نہ کیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مقدمہ رنگیلا رسول کے فیصلہ سے دنیاء اسلام میں کوئی ہیجان پیدا نہ ہوا۔"

دوسری جگہ لکھا ہے:۔

"عدالتوں نے مہاشہ راجپال کے مقدمہ کا کس طرح سے فیصلہ کیا تھا۔ اس کے متعلق فیصلہ ہونے کے پورے تین ہفتوں تک کوئی بھی شکایت نہ ہوئی۔"

مگر یہ بیان قطعاً غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔ اور ہم اس بات کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ جو یہ ہے۔ کہ الفضل نے راجپال کا فیصلہ ہونے کے بعد جس قدر جلدی ممکن تھا۔ اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ چنانچہ "رنگیلا رسول کے مصنف کی بریت" کے عنوان سے ایک مضمون ۱۷ مئی کے الفضل میں صفحہ ۳ پر شائع کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ الفضل ہفتہ میں دو بار نکلتا ہے۔ اور جس تاریخ کا پرچہ ہوتا ہے۔ اس سے پانچ چھ دن قبل تیسرے صفحہ کا مضمون کاتب کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ۱۰-۱۱ مئی کو وہ مضمون لکھا گیا۔ جس میں اس طرح اپنے درد دل کا اظہار کیا گیا۔ کہ

"رنگیلا رسول وہ کتاب ہے جس میں بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قدر توہین اور تذلیل کی گئی ہے۔ کہ اس سے سات کروڑ مسلمانان ہند کے جگر پاش پاش ہو چکے ہیں۔ لیکن ہائی کورٹ کے جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے نزدیک اس کا مصنف قطعاً کسی جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور ماتحت عدالتوں نے بڑے غور و فکر اور لمبی تحقیقات کے بعد جو سزا ضروری سمجھی تھی۔ وہ بالکل اڑادی گئی ہے۔ اس پر سوائے اس کے کہ مسلمان اپنی بے چارگی اور بے کسی پر آنسو بہائیں اور کیا کر سکتے ہیں۔"

کیا ان الفاظ سے ظاہر نہیں ہے۔ کہ راجپال کا فیصلہ ہونے کے ساتھ ہی مسلمانوں کے قلوب میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو چکا تھا۔ اور الفضل نے فوراً اس کا اظہار کیا۔ اس صورت میں مہاشہ کرشن کا بیان قطعاً غلط اور نادرست ہے ٭

دھرم سالہ کو مندر بنالیا

سکھ اخبار شیر پنجاب (۹ اکتوبر) لکھتا ہے:۔

"امرتسر کی دھرم سالہ زرگران پر کچھ ہندو اصحاب نے مہنت سے سازش کرکے قبضہ کر لیا ہے۔ شری گورو گرنتھ صاحب کی جلدیں دھرم سالہ سے اٹھاکر کسی دوسرے نامعلوم مقام پر بھیجدی گئی ہیں۔ کالا نشان صاحب اتار کر سرخ پھریرا لگادیا گیا ہے۔ اس دھرم سالہ کو سکھ گوردوارہ قرار دلوانے کے لئے مقدمہ گوردوارہ عدالت خاص کے سامنے پیش ہے۔ اور یہ کارروائی بھی اس مقدمہ کے فیصلہ کو بے اثر بنانے کے لئے کی گئی ہے۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اس واقعہ کی اطلاع باضابطہ طور پر ذمہ وار حکام کو دی۔"

حیرت ہے ایک طرف تو ہندو یہ کہتے ہیں۔ کہ سکھ ہندو ہی ہیں۔ اور دوسری طرف سکھوں کے مقدس مقامات کو ان کی اصل شکل میں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اور ان پر خود قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اب سکھ صاحبان کو مکمل طور پر ہندوؤں سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیئے۔ اور یہ بات ہندوؤں کے ذہن نشین کردینی چاہیئے۔ کہ ہندوؤں سے مذہبی لحاظ سے انہیں کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ٭

چھوت چھات اور سوامی دیانند

۱۸۷۹ء میں جب سوامی دیانند جی فرخ آباد گئے۔ تو ان سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ کھانا پینا خلاف مذہب سمجھتے ہیں۔ اس کا مفصلہ ذیل جواب سوامی جی نے دیا۔

"آریہ دھرم وہی ہے۔ جو ویدوں میں ہے۔ لوگ اپنی مورکھتا کے کارن (جہالت کے سبب) چھوت چھات میں دھرم سمجھے بیٹھے ہیں۔ چھوت چھات ایک سوشل رسم ہے۔ جس کا مذہب کے ساتھ کوئی سمبندھ (تعلق) نہیں۔" (پرکاش رشی نمبر ۱۱ نومبر ۱۹۲۷ء)

سوامی جی کے ان الفاظ سے جہاں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ چھوت چھات کا ویدک دھرم میں کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ ایک جلبِ منفعت کا ذریعہ ہے۔ وہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی۔ کہ سوامی جی کے نزدیک یہ جہالت کی بات ہے۔ اور جبکہ یہ بات مسلمہ ہے۔ کہ جہالت کی باتیں صرف جاہل ہی کیا کرتے ہیں۔ تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آریہ سماج ہمیشہ اس جہالت میں ہی مبتلا رہیگی۔ یا اس گیان اور معرفت سے مستفید ہوگی۔ جو سوامی جی کے ذریعہ انکو پہنچا ہے۔ اگر آریہ سماج سوامی جی کی تعلیم پر عمل نہیں کرتی۔ تو انکو بڑے بڑے خطاب دینے سے کیا فائدہ ہے۔

سوامی دیانند کی سخت کلامی

قبل ازیں متعدد بار ایسی مثالیں پیش کی جاچکی ہیں۔ جن سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے۔ کہ آریہ سماج میں من حیث القوم بدگوئی اور دریدہ دہنی کی جو عادت ہے وہ اس کو اس کے بانی مبانی سوامی دیانند جی مہاراج سے وراثت میں ملی ہے۔ اسی سلسلہ میں امید ہے۔ مسٹر چونی لال صاحب آریہ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی بیرسٹر کے مفصلہ ذیل الفاظ دلچسپی سے پڑھے جائینگے۔

"کئی دفعہ اپدیش دیتے ہوئے (مباحثہ میں) مہرشی دیانند کھور شبد (سخت الفاظ) بھی استعمال کر دیا کرتے تھے۔ مگر جہاں ہندو پنڈت اس کا جواب اینٹ اور پتھر سے دیتے۔ وہاں اہل اسلام مہرشی کے مہتو کا انو بھو (علم و بزرگی کا پاس) کرتے ہوئے کبھی برا نہیں مناتے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ کہ سوامی جی مسلمان دوستوں کے مکان پر ٹھہرے ہوئے بھی اسلام کی تردید کرتے تھے۔ مگر کبھی کسی مسلمان نے ان کا نرادر (ہتک) نہیں کیا۔" (پرکاش رشی نمبر مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۲۷ء)

کیا سوامی جی کی سخت کلامی اور احسان فراموشی اور پیروان رسول ہاشمی کی رواداری اور حسن خلق کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت ہے ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابیؓ کی وفات

یعنی

حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری کا وصال

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(گذشتہ سے پیوستہ):

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت و تعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپکو اخلاص و ارادت تو تھی لیکن یہ اخلاص و محبت ایک عاشقانہ رنگ رکھتی تھی۔ ان کی خواہش اور مقصد آپ کی صحبت ہی میں رہنا تھا۔ لیکن حضرت نے انکو دنیا کے کاروبار سے بالکل منقطع ہو کر یہاں بیٹھ رہنے کا ایما تک نہیں کیا۔ بلکہ مختلف صورتوں میں کاروبار اور تعلقات ملازمت کو قائم رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے۔ اور حقیقت میں یہ سلسلہ ملازمت بہت ہی مفید اور بابرکت ہوا۔ کیونکہ ان کے فیض صحبت سے غوث گڈھ (جہاں آپ بہت عرصہ پٹواری رہے) احمدی ہوگیا۔ غوث گڈھ کا احمدی ہونا دلائل اور براہین سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ محض منشی عبداللہ صاحب کی عملی زندگی اور ان کے تقوےٰ و طہارت کا نتیجہ ہے۔ غوث گڈھ والوں نے ان کی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خوارق اور اعجاز کو مشاہدہ کیا۔

باوجود ملازم ہونے اور ایک قلیل تنخواہ کے ملازم ہونے کے کوئی موقعہ انہوں نے ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ جو انہیں مل سکتا ہو۔ اور وہ حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہو جائیں۔ سالہا سال تک تو نہیں۔ لیکن دو دو تین تین ماہ برابر ان کو حضرت کے حضور حاضر رہنے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور یہ مواقع ایسے ایام میں ہوتے تھے جبکہ وہ حضرت اقدسؑ کی صحبت سے خاص اثر [illegible] کرتے تھے۔ حضورؑ آپکے پاس رہتے۔ اور دوسرا کوئی [illegible] بے شک آپ نے [illegible] حضرت مسیح موعودؑ کے قدس نفس نے [illegible] معرفت [illegible] کے دروازے کھول دئے تھے۔ اور وہ علم جو خدا سے آتا ہے

ان کو دیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ خط لکھ کر بھی بعض اوقات انکو بلوا لیا کرتے تھے۔ اور ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی آپ کی بعثت نہ ہوئی تھی۔ منشی صاحب آپ کے مختار آپ کے کاتب خطوط اور گھر کے دوسرے امور کے سرانجام دینے کی خدمات سے ممتاز ہوا کرتے تھے۔ اور بعض سفروں میں حضرت صاحب نے خصوصیت سے انکو اپنے ساتھ رکھا۔ جیسا کہ میں آگے چل کر ذکر کرونگا۔

میں کہہ سکتا ہوں۔ نہیں بلکہ یہ واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبلیغی رفیقوں میں آپ پہلے ہی دن سے شریک ہوگئے۔ اس لئے کہ براہین احمدیہ کے پروف لیکر امرتسر جانا اسے چھپوانا۔ انگریزی اردو اشتہار کی طباعت اور روانگی وغیرہ کے کاموں میں منشی صاحب ہی شریک تھے۔

اس ساعت کا تصور کرو۔ جب بیت الذکر میں بیٹھے ہوئے دو وجود آقا اور خادم کل دنیا کے مذہب میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لئے اشتہارات کے پیکٹ بنا رہے ہوں گے۔ اس وقت کسی دوسرے کے وہم میں بھی نہ آسکتا تھا۔ کہ ایک وقت آجائیگا جبکہ اکناف عالم میں نام بلند ہو جائے گا۔ اور اقطاع عالم سے لوگ اس جگہ آئیں گے۔ اور مختلف صیغے اور محکمے قائم ہو کر سینکڑوں اور ہزاروں آدمی اسی کام کو کریں گے۔ سلسلہ کی تاریخ میں دعوۃ و تبلیغ کا پہلا ناظر گویا منشی عبداللہ تھا۔ جو براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہدایات لیکر آپ کے سامنے پیکٹ بناتا۔ اور اشتہارات شائع کرتا تھا۔ یہ تصور نہایت لذیذ اور مسرت اندوز ہے۔ اسی طرح دوسرے اوقات میں افسر ڈاک بھی ہوتا ہے۔ آپ ہی خط لکھتا اور آپ ہی ڈاکخانہ میں جاکر پوسٹ کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ پر بہت بڑا اعتماد تھا۔ اپنی علالت کے ایام میں ان کو ہمیشہ خط لکھکر بلا لیا کرتے تھے۔ اور وہ خود ایسے جاں نثار اور شیدا تھے۔ کہ جب کبھی انہیں ذرا بھی فرصت مل جاتی قادیان چلے آتے۔

مالی خدمات

جو شخص اپنے آپ کو اس راہ میں قربان کر چکا ہو اس کی مالی خدمات کا تذکرہ کرنا غیر ضروری ہے۔ مگر میں صرف اس لئے اس کا اظہار کرتا ہوں کہ اس میں بہت بڑی قربانی کی روح نمایاں ہے۔ وہ ایک بہت ہی مختصر آمدنی کے اہلکار تھے۔ اور اپنی دیانت و امانت میں فرد۔ اسی قلیل تنخواہ کا ایک بڑا حصہ مختلف صورتوں میں حضرت کی نذر کر دیا کرتے تھے۔ اگر وہ کبھی ایک پیسہ بھی اس راہ میں نہ دیتے تو بھی ان کی ابتدائی خدمات انکا اخلاص بہت بڑھا ہوا تھا۔ مگر کوئی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہیں کی۔ جس میں وہ انشراح صدر کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔ انہوں نے اپنے لئے کبھی کچھ نہ رکھا اس لحاظ سے ان کی قربانی عدیم النظیر ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنے لئے اور اپنا کچھ رکھا ہی نہ تھا۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ کہ وہ اپنی ضروریات اور اپنے کنبہ کی ضروریات کو جس قدر کم کر سکتے تھے۔ کرتے تھے۔ اور جو کچھ بھی پس انداز کر سکتے تھے بچاتے تھے اور لاکر حضرت کے حضور پیش کر دیتے تھے۔ وہ اس بات کے منتظر نہ رہتے تھے۔ کہ حضرت کی طرف سے کوئی تحریک ہو۔ اور اس میں حصہ لیں۔ بلکہ انہوں نے اپنی زندگی کے روزانہ معمولات اور ضروریات میں اس چیز کو داخل کر لیا تھا۔ کہ سلسلہ کی مالی خدمات ایک ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ انسان کو زندہ رہنے کے لئے کھانے پینے کی ضرورت ہے یہ احساس اور شعور انہیں شروع ہی سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگاہ اثر نے انہیں اکسیر بنا دیا تو اسی دم سے انہوں نے اپنا سب کچھ آپکی راہ میں وقف کر دیا۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا۔ کہ انہوں نے اپنا کچھ رکھا ہی نہیں۔ ان کی تمام خوشی اور لذت اسی میں تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی قربانی کر سکیں۔ فی الحقیقت اگر کسی وقت حضرت کے لئے کسی انسانی خون یا جان کی ضرورت ہوتی تو وہ سب سے اول سے

اول کسیکہ لاف تعشق زند منم

لیکر آگے بڑھ جاتے۔ میں جب یہ کہتا ہوں تو میرا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ میں ان جلیل القدر اور رفیع الشان ہستیوں کی قربانیوں اور ان کے عاشقانہ جذبات اور مخلصانہ تعلقات جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رکھتے تھے۔ یا رکھتے ہیں۔ توہین کرتا ہوں ہرگز نہیں۔ ہر شخص کا مقام الگ اور ممتاز ہے۔ اور

ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است

اسی طرح منشی عبداللہ صاحب کا مقام اپنے دائرۂ عمل و اخلاص

میں ممتاز تھا۔ اور بعض خصوصیتوں کے لحاظ سے رفیع الشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رفاقت سفر

میں نے اوپر لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو بعض اوقات خط لکھکر بعض ضروری کاموں کے سرانجام دینے کے لئے خود بھی بلا لیا کرتے تھے۔ سنہ۱۸۸۴ء میں آپ کو اپنی علالت کیوجہ سے جب لوگوں کے خطوط کے جواب دینے کی تکلیف ہوئی تو انہیں خط لکھکر بلا بھیجا۔ اسی طرح جب کبھی آپ بعض خاص سفر کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی انہیں اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نقل و حرکت کبھی اللہ تعالےٰ کے خاص اور صریح احکام کے ماتحت ہوتی تھی۔ اور کبھی وحی خفی کے ماتحت *

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوشیارپور شیخ مہر علی صاحب رئیس کے لڑکوں کی شادی پر تشریف لیگئے اس سفر میں مصاحبت اور رفاقت کی عزت بھی حضرت منشی صاحب کو حاصل تھی۔ مگر اس سے بھی بہت بڑھکر اہم سفر ہوشیارپور کا وہ سفر تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے خاص ارشاد اور وحی کے ماتحت فرمایا تھا۔ اس سفر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ مہر علی صاحب کے مکان کے بالاخانہ پر چالیس روز تک ایک مجاہدہ کیا تھا۔ اور حضرت باری عزاسمہ کے حضور آپ خاص توجہ اور دعا میں مصروف تھے۔ منشی صاحب موصوف کے ذمہ اس وقت یہ خدمت تھی۔ کہ آپ کھانا پکا کر حضرت کی خدمت میں پہونچا دیا کرتے تھے۔ اور پھر دوسرے وقت جاکر برتن وغیرہ لے آتے تھے *

دراصل اس سفر کے لئے حضرت اقدسؑ کا منشاء سوجان پور (ضلع گورداسپور) وغیرہ کی طرف جانے کا تھا جہاں تنہائی اور خلوت میں رہ کر توجہ الی اللہ کرسکیں۔ مگر خدا تعالےٰ کی مشیت آپ کو ہوشیارپور کی طرف لے گئی۔ اور حضرت منشی صاحب کے ساتھ چونکہ اس سفر میں ساتھ لے جانے کا وعدہ بھی تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ پر بہت بڑا اعتماد تھا۔ آپ نے انکو ساتھ لیا۔ اور یہ خدمت آپکے سپرد کی۔ ان ایام کی خدمت و رفاقت کی لذت اور اس کے تاثیرات کو میرا قلم بیان نہیں کرسکتا۔ اس سفر میں جن عجائبات قدرت کا ظہور ہوا اور جو بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملیں۔ وہ مصلح موعود کے وجود اور سلسلہ کی عظیم الشان ترقیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ حضرت منشی صاحب کو بھی بوجہ اس خدمت اور رفاقت کے اللہ تعالےٰ نے نوازا اور اس سعادت میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں۔ چالیس دن تک جس اخلاص و ارادت کے ساتھ انہوں نے حضرت کی خدمت کی وہ تو ایک جدا امر ہے۔ لیکن اس عرصہ میں خود ان کو بھی مجاہدات کا بے نظیر موقعہ ملا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اپنی توجہ باطنی اور دعاؤں سے ان کی تربیت فرماتے رہے۔ جس کا اثر اور نتیجہ یہ تھا۔ کہ منشی صاحب سلوک اور معرفت الہٰی کی بہت سی منزلیں طے کر گئے۔ اور وہ سالک نہ رہے بلکہ مجذوب بن گئے۔ خدا تعالےٰ کی طرف ایسے کھینچے گئے۔ کہ کوئی چیز پھر اپنی طرف باوجود اپنی زبردست قوتوں اور کششوں کے نہ کھینچ سکی۔

یہ سفر اور یہ مجاہدات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عام بعثت کے لئے بطور پیش خیمہ تھے۔ پھر آپ قادیان تشریف لے آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے بعد جو سفر کیا وہ لدھیانہ کی طرف کا سفر تھا۔ اور یہ وہ سفر ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کے امر سے بیعت کا اعلان کیا۔ قبل اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے لدھیانہ کی طرف روانہ ہوں۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اوائل ۱۸۸۹ء میں خط لکھکر بلوا لیا تھا۔ اور اس کی تقریب حضرت اولوالعزم کی پیدائش اور آپ کے عقیقہ کی تقریب تھی۔ اگرچہ اس جگہ اس پر تفصیل سے بحث کرنے کا موقعہ نہیں۔ مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ۱۸۸۹ء ہی وہ سال ہے جو سلسلہ احمدیہ میں ایک خاص اہمیت کا سال ہے۔ سلسلہ کا عملی نظام بیعت کی سلک میں منسلک کرنے کے لئے اسی سال سے شروع ہوتا ہے۔ اور اسی سال وہ موعود دنیا میں آتا ہے جس کی نسبت خدا تعالےٰ نے بڑے بڑے وعدے مبشرات کے رنگ میں دئے اور جس کو قوموں کی رستگاری اور نجات کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ خدا تعالےٰ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ اب ہم اس کے عہد میں ہیں۔ اور وہ سلسلہ جو اس کی دنیا میں آمد کے ساتھ بیعت کے اعلان سے شائع ہوا تھا۔ آج ایک عظیم الشان قوت اور پرشوکت طاقت ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منشی صاحب کو خط لکھکر بلایا اور وہ حضرت اولوالعزم کے عقیقہ میں شریک ہوئے۔ اور اس کے بعد ایک لمبے سفر پر روانہ ہوگئے۔ یہ سفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قادیان سے شروع ہوا۔ یہاں سے آپ لدھیانہ تشریف لے گئے تھے۔ (اس سفر کے مفصل حالات انشاء اللہ سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام میں آئیں گے۔ عرفانی) حضرت منشی عبداللہ صاحب اس تمام سفر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اس سفر میں جو نشانات اور خوارق ظاہر ہوئے وہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اور اس طرح پر انہیں اپنے ایمان و عرفان میں بہت بڑی ترقیوں کا موقعہ ملا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ باطنی سے زیر تربیت رہے۔ اس وقت چونکہ ابھی بہت ہی تھوڑے لوگ حضور کے ساتھ تھے اور جماعتوں کا کوئی نظام تو تھا ہی نہیں۔ اس لئے سفر میں جس قدر کام بھی ہوتا تھا۔ اس کا سارا اہتمام اور انتظام حضرت منشی صاحب کو کرنا پڑتا تھا۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ کس قدر محنت و مشقت وہ برداشت کرتے تھے۔ لیکن یہ سب کچھ ایک لذیذ اور خوش گوار مشغلہ اور مصروفیت تھی۔ ان حالات اور واقعات کا تصور کرکے آج بھی ہر ایک احمدی یہ خواہش کریگا۔ کہ کاش وہ رفیق سفر منشی عبداللہ صاحب کی جگہ میں ہوتا۔ یہ ایک ایسی سعادت اور عزت حضرت منشی صاحب کے حصہ میں آئی ہے۔ کہ اس پر قیامت تک لوگ رشک کریں گے۔ سلاطین عظام آئیں گے اور وہ ان حالات اور واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پڑھتے ہوئے پُرآب ہونگے اور اس عہد عزیز کی یاد میں بے قرار ہو جائیں گے۔ انہیں سلسلہ کی شاندار خدمتیں کرنے کے موقعے مل جائیں گے۔ مگر یہ دولت جو حضرت منشی عبداللہ صاحب کے حصہ میں آئی نہ ملے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے ایسے رنگ میں مبعوث فرمایا تھا کہ آپکو وطن سے ہجرۃ کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ لیکن اگر کوئی ایسا موقعہ آتا تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ حضرت منشی عبداللہ رفیق سفر ہوتا۔

منشی صاحب اس تمام سفر میں آپ کے ساتھ رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی خاطر اس قدر عزیز تھی کہ منشی صاحب موصوف کی دعوت و درخواست پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنور تشریف لے گئے۔ اور منشی صاحب کے گھر کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ حضرت منشی صاحب مرحوم کے اخلاص و عقیدت کا کمال دیکھو۔ کہ آپ نے حضرت اولوالعزم سے بھی یہی درخواست کی اور حضرت اولوالعزم نے ازراہ شفقت اور اسی احترام کے جو آپ منشی صاحب موصوف کا اپنے دل میں رکھتے تھے۔ ان کی درخواست کو منظور فرمایا حضرت منشی صاحب نے آپ کو لے جاکر اسی حصہ مکان میں اسی طرح فروکش کیا۔ اور ٹھیک اسی طرح آپ کا اکرام و احترام کیا۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ یہ ایک سِر تھا اور اس کی بنیاد ایک رؤیا تھی۔ جو حضرت منشی صاحب موصوف نے ایک زمانہ پہلے دیکھی تھی۔ جس میں انہوں نے دو آفتاب دیکھے تھے۔ اور وہ دو آفتاب حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اولوالعزم کا وجود باجود تھے۔ اور انہوں نے اپنے خواب کا لطف اس طرح پر اٹھایا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اولوالعزم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اپنے مکان پر لے گئے *(باقی)

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہزار ہزار سلام اور درود ہو ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر۔ کہ اس وجود مقدس سے ہم نے وہ مال پایا۔ جس کے سامنے دُنیا کے تمام اموال اگر اکٹھے کر دیئے جائیں تو کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ رُوح کی غذا۔ اور زندگی کے مدعا کا صحیح حل اسی مقدس ہستی کے طفیل آسمانوں سے دُنیا میں آیا۔ اور کروڑ ہا نفوس اسکی برکت سے ضلالت کی تاریکیوں سے نکل کر ہدایت کے آسمانی پانی سے سیراب ہوئے۔ پس کس درجہ کا پاک وہ وجود ہوگا۔ جسکی پاکیزگی نے ایک عالم کو پاک کر دیا جس کے تقویٰ نے ایک جہان کو متقی بنا دیا۔ یقیناً خود پاکیزگی کو اس ذات اعلیٰ پر فخر ہے۔ اور طہارت کو اس پر ناز ✤

باشندگانِ عرب کے اندر صرف یہ ہی نقص نہیں تھا۔ کہ بت پرستی میں وہ روئے زمین پر نمبر اوّل تھے۔ اور خدا سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ وہ تو انسان کہلانے کے بھی مستحق نہ تھے وہ در اصل جنگلی درندے تھے۔ جو انسانی قالب میں عربستان پر خونریزیاں کرتے نظر آتے تھے۔ اپنی بدکاری پر فخر کیا کرتے تھے۔ جو سب سے زیادہ شریر تھا۔ وہ سب سے زیادہ معزز سمجھا جاتا تھا۔ ان کے شاعر نہایت دریدہ دہنی سے عورتوں کی بے حرمتی کرتے تھے۔ ان کے اُمراء کا کام غرباء پر ظلم کرنا۔ زناکاری۔ قمار بازی۔ اور شراب خوری تھا۔ ان کے دن اور انکی راتیں انہی اشغال میں گذرتی تھیں۔ وہ کونسی بدی اور کونسا گناہ تھا جو انکے اندر درجۂ کمال تک نہ پہنچا ہو۔ ذرا ذرا سی بات پر سالہا سال تک کشت و خون کا بازار گرم رکھتے تھے۔ انسانی جان کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ اولاد کو وہ افلاس اور تنگدستی کے خوف سے قتل کر دیتے تھے۔ اپنی بیٹیوں کو وہ اس خوف سے زندہ درگور کر دیتے۔ کہ شرکاء میں سے کوئی داماد نہ بنے۔ مختصر یہ کہ وہ پورے پورے جنگلی درندے تھے ✤

اس زندگی کی مسلسل اور تاریک ترین رات کے وقت مکہ میں وہ پاکوں کا سردار محمد رسولِ خدا ان وحشیوں کی اصلاح کے واسطے مبعوث کیا جاتا ہے۔ اب اس کی قوت قدسیہ کا اثر دیکھو کہ وہی لوگ جو راتیں شراب خوری اور بدکاری میں گذارتے تھے [illegible] مالک حقیقی کے حضور رو رو [illegible] گزرتی ہیں۔ اور دن کو [illegible] کے ساتھ [illegible]

اوپر چڑھ گئے۔ وہ تحت الثریٰ سے اُٹھائے گئے۔ اور عرش تک جا پہنچے۔ خدا پر ان کو وہ یقین پیدا ہو گیا۔ کہ گویا وہ سامنے کھڑا ہے۔ وہ گناہ کی آلائشوں سے بکلی پاک ہو گئے۔ اپنے ہادی اور مزکی سے محبت کا یہ عالم۔ کہ آپ وضو کرتے ہیں۔ تو پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں پاتا۔ اس جسم کے دھونے والا پانی متبرک ہو کر ان کے جسموں پر ملا جاتا ہے ایک جنگ کے بعد ایک عورت کو سپاہی آکر خبر دیتا ہے کہ تیرا خاوند جنگ میں شہید ہوا۔ وہ کہتی ہے رسول اللہ تو بخیریت ہیں۔ وہ کہتا ہے تیرا باپ بھی قتل ہو گیا۔ مگر وہ پھر یہی کہتی ہے۔ میرے آقا کا حال بتاؤ۔ کہ وہ تو خیریت سے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ تیرا بھائی بھی آج میدان میں کام آیا لیکن وہ تیسری بار وہی سوال دہراتی ہے۔ کہ تم مجھے رسول اللہ کی خبر سُناؤ۔ اس نے کہا حضور بخیر و عافیت ہیں۔ اس پر وہ جواب دیتی ہے اچھا پھر کچھ پروا نہیں۔ اللہ۔ اللہ یہ ہے اس نبیؐ کے متعلق ایک عورت کا جذبۂ محبت و اخلاص۔ کیا دلوں کو اس طرح بدل دینے والا انسان ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک کہیں نظر آتا ہے۔ کیا دُنیا کی تاریخ وحشیوں کے اندر یہ رُوح پھونک دینے والا کوئی بشر پیش کر سکتی ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو اس ذات کے افضل البشر ہونے میں شک رکھتے ہیں۔ کیا وہ اس کے مقابل پر کوئی اور ہستی پیش کر سکتے ہیں جس نے ایسا معجزہ دکھایا۔ نہیں اور ہرگز نہیں ✤

وہ کیسی محسن اور مربی ذات ہوگی۔ جس پر ایک عورت اپنے عزیز ترین رشتہ دار قربان کرتی ہے۔ اور آہ تک نہیں کرتی۔ ایسے واقعات کو دیکھ کر اس مقدس ہستی کے دُنیا کے تمام کاملوں سے کامل تر ہونے میں یقیناً شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ پھر کیسے بدبخت ہیں وہ لوگ جو آج بے سوچے سمجھے ایسے وجود پر کمینہ حملے کرتے اور اپنے گند کا ثبوت دیتے ہیں۔ وہ جسمانی اور اخلاقی ناپاکی کے مجسمے اس پاکوں کے سردار پر اپنی گندی زبان دراز کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کیا سچ فرماتے ہیں:۔

آنکہ نفسِ اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
مے تراشد عیبہا در ذاتِ خیر المرسلین
آنکہ در زندانِ ناپاکی است محبوس و اسیر
ہست در شانِ امامِ پاکبازاں نکتہ چیں
تیر بر معصوم مے بارد خبیثے بد گہر
آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمیں

کس قدر افسوس ہے ان کے حال پر۔ کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس سردارِ انبیاء کا جلال آج بھی دیکھا۔ مگر فائدہ نہ اُٹھایا۔ اس کے ایک غلام یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں ان میں سے کم نکلے مگر ان میں سے بہت تھے جو عاجز ہو کر اپنی ایڑیوں کے بل واپس بھاگے۔ بہت طاعون اور دیگر آسمانی زور آور حملوں کا شکار ہوئے۔ اور ایک جو سب سے بڑھ کر گستاخ اور بے ادب تھا۔ وہ ہلاک ہو کر خدا کے قہری نشان کا باعث بنا۔ اور دنیا پر کھل گیا۔ کہ خدا زندہ ہے۔ قادر ہے۔ اور محمدؐ اس کا رسول برحق۔ مگر ولئے افسوس کہ یہ قوم پھر بھی اصلاح کی طرف نہ آئی ✤

انسان بحیثیت انسان یعنی تعصب اور قومی تیج سے الگ ہو کر اگر اپنی ضمیر کی آنکھ سے مذاہب عالم کے بانیوں پر سرسری نظر بھی ڈالے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ اسے سب سے بلند نظر آئیگا کاش کوئی اس طرح دیکھنے والا ہو۔ اور بن دیکھے اپنی عاقبت تباہ نہ کرے۔

عبد السلام بھٹی سکول ماسٹر نیروبی

شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کی تحریک منظم پرتین سو روپے کی رسید

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی جان نثاروں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ مرحوم بھائی شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویر ہوس لاہور سلسلہ کے ابتدائی وقتوں میں حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ اور حضور کے آخری وقت تک ضروریات سلسلہ کے لئے اپنے قیمتی اوقات اور خاصکر مالی قربانیوں کے بے شمار ایسے موقع پائے کہ جنکی تفصیل بہت لمبی ہے اور یقیناً جس کا اجر خدا تعالیٰ کے حضور سے انکو ملیگا۔ گو خلافتِ ثانی کے وقت باوجود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور اہلبیت سے اخلاص و محبت رکھنے کے خلافت کے معاملہ میں انہیں ٹھوکر لگی۔ اور بعض رفقاء کی صحبت سے متاثر ہو کر وہ لاہوری مجلس میں شامل ہو گئے۔

آمدم برسرِ مطلب! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی توجہ سے زیر انتظام انجمن ترقی اسلام قادیان۔ مسلمانوں کی بہبودی و ترقی اسلام کیلئے جو کوششیں ہو رہی ہیں۔ انکو دیکھتے ہوئے آجکل دل بیقرار رہتا ہے کہ کسی طرح انجمن مذکور کی مالی امداد کے ایسے ذرائع پیدا ہو جائیں۔ کہ وہ مالی کیطرف سے بیفکر ہو جائے ✤ ایک رات ایسے ہی فکر میں جو میں سویا۔ تو خواب میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم سے ملا۔ میں نے اُن سے بھی ترقی اسلام کی مالی ضرورتوں کا ذکر کیا۔ شیخ صاحب مرحوم نے مجھے تین نوٹ دس دس روپیہ کے چندہ میں دیئے بیداری میں اس خواب سے خوشخبری پا کر دلکو اطمینان ہوا۔ کہ اللہ کی رحمت سے انجمن کیلئے ایسے ذرائع پیدا ہو جائینگے تاہم میں اس خیال سے کہ ظاہری طور پر بھی یہ خواب پورا ہو جائے تو بہتر ہے۔ ایک روز جمعہ سے فارغ ہو کر شیخ صاحب کی کوٹھی پر انکے صاحبزادگان سے ملا۔ اور اپنی خواب انکو سنا دی۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ انکے صاحبزادہ اور حمید نے سنتے ہی کہا۔ بہت اچھا ہم شیخصاحب کے ارشاد کو پورا کر دینگے ہمیں کوئی عذر نہیں چنانچہ بعد میں انہوں نے ۳۰۰ کا چک دیدیا۔ اور یہ دیکھ کر اور بھی دل خوش ہوا۔ کہ یہ چک شیخ رحمت اللہ اینڈ سنز کیطرف سے دیا گیا پس اس خوشی میں شیخصاحب کی تمام اولاد و اہلبیت کیلئے دلی دعا کرتا ہوں کہ خدائے عزوجل ہمیشہ انکا حافظ و ناصر ہو اور خلافت ثانی فضل عمر کی بیعت کیلئے انکا سینہ کھولدے۔

خاکسار محمد حسین قریشی لاہور

صیغہ ترقی اسلام قادیان کی تبلیغی مساعی

حافظ آباد سے محمد حیات خاں صاحب گورنمنٹ پنشنر لکھتے ہیں:۔

اس قصبہ میں دیہاتی مستورات کی آمد بغرض خرید و فروخت بالکل بند ہو گئی ہے۔ اور اہل ہنود سے ہرگز کسی قسم کا سودا نہیں خریدا جاتا۔ اسلامی دوکانیں بھی کھل گئی ہیں۔ مگر بھوک بزازی اور کریانہ کی دوکانیں ابھی نہیں کھلیں۔ اگر کوئی صاحب ثروت مسلمان اس جگہ کاروبار شروع کریں۔ تو امید سے بڑھکر منافع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تمام علاقہ مسلمان ہے۔ اور تمام گاؤں میں مسجدوں کے اماموں کی دکانیں کھلوادی گئی ہیں جس کا یہ اثر ہے۔ کہ ہندو دکانیں بند ہو رہی ہیں۔ کولوتارڑ نامی ایک قصبہ میں ۳۵ دکانیں اور تقریباً چار کارخانہ اہل ہنود کے تھے۔ مگر صرف ۱۲ اسلامی دکانیں کھلنے سے تمام ہندو دکانیں ناکام ہو رہی ہیں۔ نو تو بالکل بند ہو گئی ہیں۔ اور باقی بھی نزع کی حالت میں ہیں۔ بکری کوئی نہیں۔ ایک متمول مسلمان نے غلہ اور آٹا وغیرہ کا کارخانہ جاری کر دیا ہے۔ اب ہندوؤں نے ہندو سبھا کی مدد سے مسلمانوں کو مقدمات میں پھنسانے کی شرمناک کوشش شروع کی ہے۔ چنانچہ چندہ جمع کر کے چند ایک غریب مسلم دکانداروں پر دفعہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت مقدمات دائر کر دئے گئے جس کے سلسلہ میں ان کی پانچ پانچ ہزار کی ضمانتیں لالہ دیشنو بھگوان صاحب مجسٹریٹ درجہ اول نے لی ہیں۔ مسلمان بالکل مستقل مزاج ہیں۔ اور کسی قسم کے خوف و ہراس کا اظہار نہیں کر رہے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی علاقہ جھنگ میں دورہ کر رہے ہیں۔ موضع لنگر مخدوم میں مولوی مخدوم صاحب سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ جس کا خدا کے فضل سے یہ اثر ہوا۔ کہ اسی مجمع میں دس غیر احمدیوں نے بیعت کی۔ اور کئی ایک آمادہ ہیں۔ مولوی محمد مخدوم صاحب موجودہ تحریکات میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔

مولوی قمرالدین صاحب نے سوجان پور۔ شاہ پور کنڈی مادھوپور۔ پٹھانکوٹ۔ نرو ٹ جیمل سنگھ۔ بدھن وغیرہ مقامات کا دورہ کیا۔ اور پبلک لیکچروں کے ذریعہ مسلمانوں کو حالات حاضرہ سے آگاہ کیا۔ ہر جگہ کامیابی ہو رہی ہے۔ سوجان پور میں اسلامی دوکانات کھل رہی ہیں۔

بہائی مذہب کے الہامی معمے

کیا ہزار سال کے بعد شریعت منسوخ ہو نیکا اصل صحیح ہے

(از جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

مرزا حسین علی صاحب (بہاء) نے کتاب ایقان مطبوعہ (نولکشور پریس لاہور) میں یہ بیان کرتے ہوئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ اور قرآن شریف کی اسلامی شریعت کا دور ۱۲۶۰ھ کے قریب ختم ہو گیا تھا جبکہ جناب علی محمد صاحب باب اور ان کی کتاب بیان کا ظہور ہوا ایک اصول بازمعا ہے۔ جو یہ ہے کہ

"ایں مدینہ در راس ہزار سنہ او ازید او قل تجدید شود و تزیین یابد" (ایقان صفحہ ۱۹۸)

کہ ہزار برس کے سر پر یا اس سے کچھ کم و بیش سال گذرنے پر یہ شہر نئے سرے سے بنایا اور سجایا جاتا ہے۔

اور اس شہر کی تشریح اسی صفحہ ۱۹۸ میں بہاء اللہ صاحب نے یہ کی ہے۔ کہ

"آں مدینہ کتب الٰہیہ است در ہر عہدے مثلاً در عہد موسیٰ تورات بود۔ در زمن عیسیٰ انجیل و در عہد محمد رسول اللہ فرقان و دریں عصر بیان و در عہد من یبعثہ اللہ کتاب اُو"

کہ اس شہر سے مراد ہر زمانہ کے مناسب حال شریعت الٰہیہ کی کتابیں ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں تورات تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں انجیل اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں قرآن مجید۔ اور اس زمانہ میں کتاب بیان۔ اور جیسے خدا کسی آئندہ زمانہ میں بھیجیگا۔ اس کے زمانہ میں اس کی کتاب بمدعا یہ کہ جب پہلی شریعت اور پہلے ظہور پر ہزار برس کے قریب زمانہ گذر جاتا ہے تو پہلی شریعت اور پہلے ظہور کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت پہلی شریعت میں تبدیلی کر کے اس کی جگہ ایک نئی اور تازہ شریعت قائم کی جاتی ہے۔ گویا ایک پرانے شہر کی بجائے ایک دوسرا نیا شہر آباد کیا جاتا ہے۔

مرزا حسین علی صاحب بہاء کے اس بیان کردہ اصول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ پہلی شریعت اور دوسری شریعت میں قریباً ہزار سال کا فاصلہ ہوتا ہے۔ یعنی ہزار سال کے قریب پہلی شریعت پر گذر جانے کے بعد دوسری ناسخ شریعت آتی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ کوئی شریعت ایسی نہیں ہو سکتی۔ کہ ہزاروں اور لاکھوں سال تک چلی جائے بلکہ قریباً ہزار سال کے بعد پہلی شریعت منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ دوسری شریعت آجاتی ہے۔ جو پہلی شریعت کی ناسخ ہوتی ہے۔

اس اصول کے لحاظ سے جو ایقان میں بیان کیا گیا ہے۔ چاہیئے تھا کہ علی محمد صاحب باب کی جس شریعت کے ذریعہ قرآن شریف کی اسلامی شریعت کے منسوخ ہو جانے کا ایقان میں ادعا کیا گیا ہے۔ کم از کم ہزار سال تک بہاء اللہ اسے منسوخ نہ کرتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ علی محمد صاحب باب کی شریعت جو ابھی ۱۲۶۰ھ میں تیار بھی نہ ہوئی تھی۔ بہاء اللہ صاحب نے ۱۲۸۶ ہجری کے قریب کتاب اقدس کے ذریعہ اس کے منسوخ کرنے کا بھی اعلان کر دیا۔ گویا ۲۰۔۲۵ سال کے اندر ہی باب کی وہ شریعت جسے ناسخ قرآن بتایا جاتا ہے۔ بہاء اللہ صاحب نے منسوخ کر دی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اصول جو بہاء اللہ صاحب نے ایقان میں ۱۲۷۰ھ میں بیان کیا تھا کہ قریباً ہزار سال گذر جانے کے بعد نئی شریعت نازل ہوتی ہے۔ ۱۲۸۶ ہجری کے قریب آکر غلط ہو گیا تھا۔ کہ اتنی جلدی دوسری شریعت نازل ہو گئی۔ حالانکہ ایقان جس میں یہ اصول بیان کیا گیا تھا۔ بہائی فرقہ کے نزدیک خدا کی کتاب ہے۔ جیسا کہ کتاب الفرائد مصنفہ میرزا ابوالفضل مبلغ بہائی کے صفحہ ۴۱۳ میں لکھا ہے کہ

"حق جل جلالہ در تنزیل ایقان شریف ختم انبیائے سلف را مکشوف"

کہ خدا نے کتاب ایقان کو نازل فرما کر انبیائے سابقہ کی مہر کو کھولدیا ہے۔ اگر ایقان خدا کی کتاب ہے۔ اور اسمیں ہزار سالہ شریعت کا جو اصول بیان کیا گیا ہے۔ وہ درست ہے تو اس معمہ کو حل کرنا بہائیوں کا فرض ہے۔ کہ بہاء اللہ صاحب نے علی محمد باب صاحب کی شریعت کو اتنی جلدی کیوں منسوخ کر دیا

اس کے ساتھ ہی دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایقان کے بیان کردہ اصول کی رو سے تو بہاء اللہ صاحب کی شریعت کے متعلق بھی یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ قریباً ہزار سال کے بعد یہ بھی منسوخ ہو جائیگی۔ اور اس کی جگہ کوئی دوسری شریعت نازل ہو جائیگی مگر مکاتیب عبد البہا جلد ۲ صفحہ ۶۰ میں عبد البہا (ابن بہاء اللہ) لکھتے ہیں "امتداد مش بسیار اقلاً پانصد ہزار سال" کہ میرزا حسین علی بہاء کا دور بمقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دور کے بہت ہی لمبا ہے۔ اور اس دور کا زمانہ کم از کم پانچ لاکھ برس ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہاء اللہ کی شریعت کم از کم پانچ لاکھ برس تک منسوخ نہ ہوگی اب یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ عبد البہا نے بہاء اللہ کے دور کا جو زمانہ پانچ لاکھ برس کا بیان کیا ہے یہ غلط ہے۔ اور یا یہ ماننا پڑیگا کہ ایقان میں میرزا حسین علی صاحب بہاء کا یہ بیان غلط ہے۔ کہ قریباً ہزار سال کے بعد پہلی شریعت منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ دوسری شریعت نازل ہو جاتی ہے۔ بہائیوں کے لئے دونوں صورتیں مشکل ہیں۔ کیونکہ عبد البہا کے بیان کو غلط ماننے میں تو ایقان خدا کی کتاب نہیں رہتی

بلادِ خارجیہ میں تبلیغ اسلام

امریکہ میں اسلام کی ترقی

(از خان محمد یوسف خان صاحب مبلغ اسلام)

(※)

گذشتہ دو ماہ میں عاجز نے نیویارک۔ سنسناٹی۔ انڈیاناپولس سینٹ لوئس اور رچانڈ ہائٹ میں اسلامی تبلیغ کے لئے دورے کئے۔ مختلف کالجوں۔ ہالوں۔ اور گرجاؤں میں اسلام پر لیکچر ہوئے۔ جو کہ سامعین نے بہت دلچسپی سے سنے۔ لیکچروں کے اختتام پر سامعین کو سوالات و اعتراضات کا موقع دیا گیا۔ اور بعضوں نے اسلام کے متعلق سوالات کئے۔ جنہیں تسلی بخش جواب دئے گئے۔ اس ملک میں عام طور پر اسلام کے خلاف تین اعتراضات ہوتے ہیں۔ اول اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ دوم اسلام تعدد ازدواج کی تعلیم دیتا ہے۔ سوم اسلام غلامی کا حامی ہے۔ یہ ایسے اعتراضات ہیں۔ کہ ان کے رد میں کئی مضامین اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن چونکہ پادریوں کا پراپاگنڈا بہت پرانا اور زبردست ہے۔ اور ہمارے ذرائع بہت محدود ہیں۔ اس واسطے ان لوگوں کے دلوں سے غلط فہمیاں نکالنا کافی وقت و ذرائع چاہتا ہے ✦

ان ممالک میں تینوں اعتراضات کا جو اوپر بیان ہو چکے ہیں جواب دینا بہت آسان ہے۔ اگر اسلام زمانہ ماضی میں تلوار کے ذریعہ سے پھیلا تو اس وقت جبکہ اسلامی طاقتیں بالکل شکستہ ہو چکی ہیں۔ اور ان کے پاس کوئی سیاسی و تمدنی ذرائع نہیں رہے۔ اسلام کیوں یورپ۔ امریکہ۔ ایشیا و افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ حالانکہ مسلمان بے سر و سامانی کی حالت میں ہیں۔ تلوار ان کے پاس نہیں۔ مگر پھر بھی اسلام ہر لحظہ غیر اقوام و مذاہب کو اپنے اندر جذب کر رہا ہے۔ اس دلیل سے کم از کم یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اسلام تلوار سے نہیں۔ بلکہ سچائی اور کامل تعلیم کی وجہ سے پھیلا ہے۔

اگر اسلام غلامی کا حامی ہوتا۔ تو ضرور تھا۔ کہ ایسی تعلیم اسلامی نوشتوں میں پائی جاتی۔ و نیز اسلامی ممالک میں اس تعلیم پر عمل کے آثار ظاہر ہوتے۔ مگر یہ ہر دو باتیں بالکل نابود ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریمؐ کی بعثت نے غلاموں کو آزادی اور برابری کے حقوق دلوائے۔ وہ حقوق جو کہ [illegible] کی بعثت سے قبل [illegible] تھے۔ اور نہ آج تک نہیں دئے گئے ہیں۔ [illegible] جو کہ عیسائی ملک ہے۔ جس کی آزادی و مساوات کا دعویٰ تمام دنیا میں مشہور ہے۔ وہاں پر آج بھی لاکھوں غلام پائے جاتے ہیں۔ اور ان پر آج بھی وہی ظلم و ستم ہو رہے ہیں۔ جو کہ آج سے کئی صدیاں پہلے ہوا کرتے تھے۔ اگر کوئی امریکن پادری میری اس تحریر کو غلط کہے تو میں اسے چیلنج دیتا ہوں کہ یہ تحریر بالکل صحیح ہے۔ اور میں اسے ثابت کر سکتا ہوں ✦

اس میں شبہ نہیں کہ حکومت امریکہ نے آج سے ۶۵ سال قبل ان لوگوں کو جو کہ افریقہ سے غلام بنا کر لائے گئے تھے۔ آزادی دی۔ مگر ان سیاہ فام بدنصیبوں کا ایک بڑا گروہ ابھی تک جنوبی ریاستوں میں غلامی کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ گو وہ قانون کے رو سے آزاد ہیں۔ مگر ان کے مالکوں نے انہیں یہ قانون بتایا تک نہیں۔ اور نہ حکومت نے ان مالکوں سے اس قانون کے منوانے کی کوشش کی ہے اور ان غلاموں پر بدستور ظلم و ستم کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ لوگ جو شمالی ریاستوں میں بھاگ کر آگئے ہیں۔ وہ بھی برائے نام ہی آزاد ہیں۔ انکو امریکن عیسائیوں نے وہی حقوق دئے ہیں۔ جو کہ ہندوؤں نے اچھوت جاتیوں کو دئے ہیں۔ یہ ایک بہت لمبا مضمون ہے۔ مگر افسوس کہ اس وقت فرصت نہیں کہ عیسائیت کی بیسویں صدی کی غلامی کا مکمل نقشہ کھینچوں اوپر کا واقعہ بیان کرنے سے امریکن لوگوں کو مجبوراً اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ اسلام غلامی کا حامی نہیں۔ بلکہ دشمن ہے ✦

تعدد ازدواج کے متعلق اب یورپ و امریکہ اپنی رائے بدل رہا ہے۔ واقعات یہ بتلا رہے ہیں۔ کہ تعدد ازدواج نہایت ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر قومی اخلاق خطرہ میں ہیں۔ تعصب کی وجہ سے جو مرضی ہے کہیں۔ مگر اصلیت یہی ہے کہ ان لوگوں کے اعمال و تحریرات اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ تعدد ازدواج ایک نعمت ہے۔ آرتھر برزبین جیسا اسلام کا سخت دشمن بھی یہ اعتراف کرتا ہے۔ کہ تعدد ازدواج ایک قدرتی تعلیم ہے۔ جس پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں۔

باوجود بہت ہی مشکلات کے اسلام امریکہ میں جلد جلد پھیل رہا ہے۔ اور گذشتہ چھ ماہ میں ۳۸ مرد و زن نے اسلام کو قبول کیا۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں ✦

نمبر	عیسائی نام	اسلامی نام	نمبر	عیسائی نام	اسلامی نام
۱	مسٹر ٹام کین	مرتضیٰ	۸	مسٹر سینڈرز	سمیع
۲	مسٹر ہیلم	نذیر احمد	۹	مسٹر بردک	مبارک
۳	مسٹر وائٹ	شریف خلیل	۱۰	مسٹر ہومر	حشمت
۴	مسز لینی کاسٹر	توکل	۱۱	مسز ایڈورڈ	حلیمہ
۵	مسٹر کالن	شباب	۱۲	مسٹر ہوگن	مسلم
۶	مسٹر رابرٹ	صادق نسیم	۱۳	مسز ہوگن	برکت
۷	مسٹر رابنسن	نذیر	۱۴	مسٹر ایلس	محبوب
۱۵	مسز ایلس	حبیبہ	۲۳	مسٹر سمتھ	محمد سرور
۱۶	مسز جونز	کلیمہ	۲۴	مسٹر بردکس	کبیر
۱۷	مسٹر جیمنڈ	معرفت	۲۵	مسٹر نشر	فاتح
۱۸	مسٹر سائمکس	قمر	۲۶	جان	قربان
۱۹	کلاکسٹن	کلیم اللہ	۲۷	مسز رابنسن	مطلوبہ
۲۰	مسٹر سکاٹ	سلیم	۲۸	مس ہنٹر	اکرامہ
۲۱	مسٹر جانسن	خورشید	۲۹	مس روز ہنٹر	مکرمہ
۲۲	مسز ایلکس	غفورہ	۳۰	مس رابنسن	قادرہ

آٹھ کے نام ابھی تک سینٹ لوئس سے وصول نہیں ہوئے۔

انڈیاناپولس کی جماعت نے ایک قطعہ زمین برائے تعمیر مسجد خریدا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ سال عمارت شروع کر دیں گے۔ شکاگو مشن میں بھی اس قدر آدمی آتے ہیں۔ کہ بیٹھنے کے لئے کافی جگہ نہیں ہوتی۔ اس واسطے کوئی بڑا ہال کرایہ پر لینے کی تجویز کر رہے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ان ارادوں میں برکت دے اور ہمارے مشکلات کو رفع کر دیوے ✦

سب سے اُتم منش کی تعریف

(※)

سوامی دیانند جی کی رائے میں "سادھارن منشوں کو ۲۵ برس اور سادھارن استریوں کو ۱۶ برس کی عمر میں بواہ کرنا چاہیئے۔ ان سے جو زیادہ اُتم ہوں ان کی شادی ۳۶ برس اور ۱۸ برس کی عمر میں ہونی چاہیئے۔ اور جو ان سے زیادہ اتم ہوں وہ ۴۸ اور ۲۴ برس کی عمر میں بواہ کریں۔ مگر جو اسادہارن (غیر معمولی) اور سب سے اُتم منش ہوں وہ تمام عمر بواہ نہ کر کے سنسکار کو انگیکار کر سکتے ہیں"

(سنسکار ودھی کا مستند اردو ترجمہ معہ تفسیر و دیباچہ از سوامی شردھانند جی و پروفیسر تاراچند جی ایم۔ اے بار دوم مطبوعہ جون ۱۹۲۴ء لاہور صفحہ ۹۵)

کیا سماجی صاحبان میں سے کوئی صاحب اس بات کا علی الاعلان طور پر اعلان کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ کہ سوامی جی سری رام چندر جی۔ سری کرشن جی اور باوا گورونانک جی سے بھی "اُتم منش" تھے۔ کیونکہ ان سب بزرگوں نے بواہ کئے۔ مگر سوامی دیانند جی مہاراج نے بقول اپنے "تمام عمر بواہ نہ کر کے سنسکار کا انگیکار کیا" ✦

ایف۔ ڈی۔ حمزہ

کشمیر کے ایک علاقہ کے مسلمانوں پر عیسائیوں کا حملہ

ایک وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی۔ کہ ان کے اندر زندگی کے آثار نمایاں طور پر پائے جاتے تھے۔ ان میں اسلام کا درد اور جوش تھا۔ وہ اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی اور ایثار کو فخر سمجھکر کرتے تھے۔ اسلام کیلئے ہر مصیبت اور تکلیف اٹھانے کو تیار ہوتے نہ صرف طیار ہوتے بلکہ بخوشی اُٹھاتے۔ یہ درد اور اخلاص قربانی اور ایثار کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ انہوں نے وُہ وہ کام کئے۔ جو اُسوقت بڑی بڑی ظاہری قوت و شوکت رکھنے والے نہ کر سکے۔ اسلام کے پھیلانے کے لئے اپنے وطنوں کو چھوڑ کر بے وطن ہو گئے۔ اور اس صداقت کو جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی تھی۔ اطراف عالم میں پھیلا دیا۔ باوجود اس کے کہ وہ غریب تھے۔ اور ظاہری مال و دولت سے خالی تھے۔ مگر جو مال اور دولت ان کو آنحضرت صلعم کے ذریعہ ملا۔ وہ ایسا تھا۔ کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں دولتمند ان کے قدموں پر گرتے۔

آج مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وُہ کسی سے مخفی نہیں۔ وُہ درد اور محبت اور اخلاص جو اُس وقت تھا۔ اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں رہا۔ ایک وقت تھا۔ کہ مسلمان اپنے گھروں اور ملکوں سے نکلکر دوسرے ملکوں میں اسلام کو پھیلاتے تھے۔ اور خدا کی مخلوق کو ظلمت سے نکال کر نور کیطرف لاتے اور اسلام کی نعمت سے بہرہ ور کرتے تھے۔ آج دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے گھروں اور ملکوں سے نکلکر مسلمانوں کے اندر آکر ان کو جذب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسلام کی تعلیم پر صدہا غلط اعتراض کر کے ان کو اسلام سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ مگر مسلمان غافل پڑے ہیں۔

کشمیر کے علاقہ میں گریز کیطرف جو سرینگر سے نوّے میل کے فاصلہ پر ہے۔ تقریباً ساٹھ مرد و عورت مسلمان عیسائی ہوچکے ہیں۔ مسیحی پادری ہر سال بہار کے مہینے میں یہاں آتا ہے۔ اور ان کو انجیل کی منادی کرتا ہے۔ اس کی تین چار سال متواتر کوششوں کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے ہیں۔ مرکوٹ گاؤں میں ان کا مشن سکول ہے۔ اس گاؤں کے نمبردار کے لڑکے کو بارہ روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ اسیطرح اس گاؤں کے ملحق ایک مستن گاؤں ہے۔ وہاں کے ایک زمیندار کے لڑکے کو بھی دس روپے وظیفہ ملتا ہے۔ اور جو ماسٹر ہے۔ وہ بھی یہاں ہی کا عیسائی شدہ مسلمان ہے جو ۲۵۔ روپے تنخواہ پاتا ہے۔ اور اس سارے گاؤں کے لڑکے جو آج سے دو سال پہلے مسلمانوں کا گاؤں تھا۔ اس مشن سکول میں تعلیم پاتے ہیں۔ جہاں باقاعدہ انجیل کی منادی ہوتی ہے۔

میں جب اس گاؤں میں گیا۔ تو سب سے پہلے ایک مسلمان زمیندار ملا۔ اس نے نہایت درد سے کہا۔ کہ ہم کیا کریں؟ ہم بالکل جاہل اور ان پڑھ ہیں۔ مولوی صاحب ہم کو تعلیم دینے کیلئے نہیں پہنچتے۔ اور مسیحی پادری ہر سال آتا ہے۔ اور سناتا ہے۔ کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔ اور آجکل مشن سکول کا ماسٹر ہی پادری کی قائمقامی کرتا ہے۔ اور انجیل کا وعظ کرتا ہے۔ اگر ہمارے مسلمان بھائیوں نے اسطرف توجہ نہ کی۔ خصوصاً علماء نے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دو تین سال کے اندر اندر یہ تمام گاؤں عیسائی ہو جاوینگے۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ اس طرف ایک پیر صاحب ہر سال ایک بار چکر لگاتے ہیں۔ لوگ ان کے سامنے ظاہری طور پر توبہ کر لیتے ہیں۔ لیکن جونہی پیر صاحب گئے۔ وہ وَیسے کے ویسے ہو جاتے ہیں اب پختہ طور پر معلوم ہؤا ہے۔ کہ مسیحی پادری نے مبلغ تین ہزار کے قریب روپے سے ان لوگوں کی مدد کی ہے۔

کیا مَیں امید کر دں۔ کہ مسلمانان کشمیر اس طرف توجہ کرینگے اور باقاعدہ مولوی صاحب اُن دیہات میں رہ کر ان غریب اور ان پڑھ مسلمانوں کو تعلیم اسلام سے آگاہ کرینگے۔

خاکسار ظہور حسین مبلغ جماعت احمدیہ از گریز۔ علاقہ کشمیر

ایڈیٹر "ورات" کی بیہودہ سرائی

"ورات" نامی ایک متعصب ہندو اخبار گوجرانوالہ سے شائع ہوتا ہے۔ جس کو گوجرانوالہ سے باہر پڑھنا تو کجا۔ کوئی جانتا بھی نہ ہوگا مگر اس کا منہ پھٹ ایڈیٹر ایک شخص "بانکے دیال" نامی ہے۔ کہ جو بزعم خود بڑا ماہر پالیٹکس ہونے کی ڈینگیں مارتا رہتا ہے۔ اور اپنے سیاست دان ہونے کا ثبوت آئے دن شریفوں کی پگڑیاں اچھالنے اور فرقہ دارانہ کشیدگی بڑھانے کے ذریعہ بہم پہونچاتا رہتا ہے۔ اپنے اس بد رویہ کیوجہ سے شہر گوجرانوالہ میں خاصہ بدنام ہے۔ اور کئی دفعہ جیل کی ہوا بھی کھا چکا ہے۔ اس کو گوجرانوالہ کی پُر امن فضا ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اور ہر لحظہ ہندو مسلمانوں کو آپس میں لڑانیکی فکر میں رہتا ہے۔

حال ہی میں اس دریدہ دہن اور ننگ صحافت اخبار نے حضرت خلیفۃ المسیح قادیان کی شان میں جو چند نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ اس کے خبث باطنی پر کافی سے بڑھکر گواہ ہیں لکھتا ہے۔ کہ "مرزائی خلیفہ چودہری بن بیٹھا" کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے۔ اگر خلیفۃ المسیح ثانی مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی تلقین کرنے میں کوشاں ہیں۔ تو اس میں کونسا گناہ لازم آ گیا۔ اور تمہارا اس میں کیا بگاڑ ہے۔

مگر پاکبازوں کی ہتک رنگ لائے بغیر نہیں رہتی اور "انّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ" کا وار کبھی خالی نہیں گیا۔ مذکورہ بالا نوٹ کے شائع ہونے کے بعد اس شخص کے برخلاف یکے بعد دیگرے دو پوسٹر شائع ہوئے۔ جن میں کسی گھر کے بھیدی نے ماہر سیاست ایڈیٹر کی تمام کرتوتوں کا تار و پود بکھیر کر رکھدیا اور چند ایسے ناگفتہ بہ واقعات کو طشت از بام کیا۔ کہ پبلک انگشت بدندان ہے۔

جواب میں ایڈیٹر صاحب سے پوسٹر کے شائع کنندہ کے خلاف چند گالیاں لکھدینے اور لایعنی ہانکنے کے سوا اور کچھ بن نہیں پڑا۔ (ایک واقفکار)

وصیّت کی قدر و قیمت

ہمارے ملک میں اگر کسی تندرست آدمی کو کہا جاوے۔ کہ میاں وصیت کر دو۔ تو یہ امر اس کو پسند نہیں آتا۔ اور کسی مریض کو کہدینا تو گویا موت کا پیغام دینا ہے۔ اور اس سے بدتر اور منحوس مشورہ ہی کوئی نہیں۔ حالانکہ قرآن مجید نے وصیت کی اہمیت اور ضرورت کو خوب واضح کیا ہے۔ لیکن یورپ میں لوگ وصیت کی قدر اور قیمت کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور ہر صاحب جائداد تو لازماً وصیت کر کے رکھتا ہے۔ اور قبل از وقت ہوش و حواس کی پوری قوت کے وقت کرتا ہے۔ ان وصیتوں میں بعض اوقات خدمات کا اعتراف نہایت فیاضی سے کیا جاتا ہے۔ معمولی ملازمین کے لئے بیش قرار جائدادیں اور وظائف چھوڑے جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات منتقمانہ قوت کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے وصیت کی اپنی بیوی سے وُہ نالاں تھا۔ اس کے لئے ایک بیش قرار رقم چھوڑی۔ مگر اس شرط پر کہ ایک مقررہ دن اس کی قبر پر جاکر اپنے ظلموں کا اعتراف کیا کرے اور نہایت ذلت آمیز طریق پر اقرار کرے۔

غرض وصیت نہایت اہم اور ضروری چیز ہے۔ ہر ایسے موقعہ پر جہاں یہ خیال ہو۔ کہ معلوم نہیں۔ موت فوت کا واقعہ پیش آجائے فوراً وصیت کرتے ہیں۔ حال میں ایک لنڈنی خاتون سوٹزرلینڈ گئی۔ سوٹزرلینڈ میں موسم سرما میں برف پر عجیب و غریب قسم کی کھیلیں ہوتی ہیں اور بہت سے خوش باش وہاں چلے جاتے ہیں وہاں جاکر وہ مجروح ہوگئی اور ڈاکٹر نے اسے مشورہ دیا۔ کہ وہ فوراً ہوائی جہاز کے ذریعہ لنڈن چلی جائے۔ قبل ازیں کہ وہ جہاز پر سوار ہوا اس نے اپنی وصیت کو قانونی طور پر مکمل کر دیا۔ تاکہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے۔ تو شائد وصیت کا وقت ہی نہ ملے۔ مگر وہ بعافیت لنڈن پہونچ گئی۔

میں نے یہ مثال محض اس لئے لکھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت کی اہمیت اور ضرورت کو پرکھا۔ آپ نے خود اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھکر وصیت شائع کی۔ اور جماعت میں نظام وصیت کو ترتیب دیا۔ اگر وصایا کی اہمیت کو ہم سمجھ لیں اور صرف اسی ایک صیغہ کو پورے اہتمام کے ساتھ مکمل کر دیں کہ کوئی احمدی بدوں وصیت کے نہ رہے۔ تو اشاعت اسلام کیلئے ایک مستقل اور زبردست ذریعہ سلسلہ کے ہاتھ میں ہے۔ میں کبھی کبھی خیال کیا کرتا ہوں کہ شائد ایک وقت

۲ آجائیگا۔ کہ تطہیر قلوب وجماعت کیلئے شرائط بیعت میں وصیت کا لزوم بھی ہوجائے۔ میں جب کوئی تحریک یا واقعہ اس قسم کا پڑھتا یا سنتا ہوں۔ جو اپنے نتائج اور اثرات کے لحاظ سے [illegible]

وصیت نمبر ۲۷۰۲

میں امام الدین ولد رحیم بخش قوم [illegible] کشمیری ساکن دھرم کوٹ بگہ۔ ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد (مکان مسکن ۱۰۰؍ و سامان مکان ۱۰۰؍) ۲۰۰ روپیہ کی ہے اس کا دسواں حصہ ۲۰ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دئے ہیں۔ میں سردار فضل حق صاحب زمیندار دھرم کوٹ بگہ کا کارندہ ہوں تنخواہ مقرر نہیں ہیں تازیست اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرے متروکہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز ۴۰/ روپیہ داخل شدہ وصیت حصہ موعودہ سے منہا کئے جاوینگے۔ فقط والسلام العبد امام الدین موصی مورخہ ۲۶/۹/۲۷۔ گواہ شد ظہور الدین بقلم خود۔ گواہ شد چوہدری عمر بخش۔

وصیت نمبر ۲۳۹۵

میں نذیر احمد ولد مولوی علی احمد صاحب حقانی مرحوم قوم منہاس راجپوت ساکن کلانور ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمدنی اس وقت ۶۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۲۶/۹ ۔ خاکسار نذیر احمد سیکنڈ ماسٹر احمدیہ مڈل سکول گٹھالیاں۔ ضلع سیالکوٹ گواہ شد خاکسار شریف احمد احمدی ساکن گٹھالیاں۔ گواہ شد روشن الدین ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر۔

وصیت نمبر ۲۶۰۹

میں ظفر الحق ولد حکیم محمد عبد الجلیل صاحب قوم اعوان۔ عمر ۲۵ سال۔ ساکن بھیرہ۔ ضلع شاہ پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۲۴/۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ماہوار آمد ۶۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ خاکسار ظفر الحق حال ملازم محکمہ زراعت صوبہ سرحدی حال وارد قادیان ۸/۹/۲۷

گواہ شد	گواہ شد
عبد الرحیم کارکن امور عامہ قادیان	غلام محمد پنشنر سب انسپکٹر قادیان
۸/۹/۲۷	۸/۹/۲۷

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۹ اکتوبر۔ مقامی اخبارات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ حکومت پنجاب کے قانونی مشیر کی رائے کے مطابق "بلیدان چترادلی" ضبط کر لی جائیگی۔ چنانچہ کل شام کو پولیس نے راجپال کی دوکان کی تلاشی لی۔ اور ایک کاپی ہمراہ لے گئی۔ یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ حکومت مقدمہ بھی چلائے گی۔ یا نہیں ✤

—— شردھانند کے مفرور قاتل عبدالرشید کو ہائی کورٹ نے سزائے قتل دی تھی۔ اس کی اپیل پریوی کونسل میں کیگئی تھی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اپیل کی سماعت ۱۸ اکتوبر کو ہو گی ✤

—— لاہور ۱۰ اکتوبر۔ عبدالعزیز خاں پر خلاف سوامی ستیانند و لالہ نانک چند بزاز اور اس کے بھائی لالہ چونی لال پر حملہ کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ آج دوران تفتیش میں پولیس نے ہسپتال میں سوامی ستیانند کا بیان قلمبند کیا۔ سوامی ستیانند نے بیان کیا۔ کہ کل شام کو میں راجپال کی دوکان پر گیا۔ اس کا ملازم وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے راجپال کا حال دریافت کیا۔ اس نے مجھے بتلایا۔ کہ راجپال ابھی ہسپتال ہی میں ہے۔ اور اس کی حالت اب پہلے سے اچھی ہے۔ اس کے بعد میں نے راجپال کے گھر والوں کے متعلق دریافت کیا۔ ملازم نے مجھے بیٹھنے کیلئے کرسی دی۔ مجھے کرسی پر بیٹھے چند منٹ ہوئے تھے کہ ملزم نے میری پیٹھ پر چاقو سے حملہ کیا۔ ازاں بعد سوامی ستیانند نے حملہ کے متعلق اور لالہ نانک چند بزاز اور ان کے بھائی کے بچانے کی کوشش میں زخمی ہونے کے متعلق بیان دیا ✤

—— حیدرآباد ۸ اکتوبر۔ آج حیدرآباد شہر میں ریاست حیدرآباد کے وکیلوں کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جلسہ میں دو سو سے زائد مندوب شریک تھے۔ جن میں حیدرآباد ہائی کورٹ کے تمام جج اور وکلاء بھی شامل ہیں۔ نواب سر امین جنگ بہادر مشیر قانون حکومت نظام بھی جلسہ میں موجود تھے۔ پنڈت کیشو راؤ پنشن یافتہ جج ہائیکورٹ صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے اردو میں ایک طویل صدارتی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد اعلیحضرت حضور نظام کی .. وفاداری کی تجویز منظور کیگئی ✤

—— ہوشیارپور ۹ اکتوبر۔ مرکزی سکھ لیگ کے جلسہ نے جس کے صدر سردار کھڑک سنگھ تھے۔ ایک رزولیوشن پاس کیا ہے۔ جسکا مفاد یہ ہے۔ کہ فرقہ دارانہ نیابت کا اصول ملک کی ترقی اور حصول سوراج میں بہت زیادہ سد راہ ہے۔ اس لئے حکومت کانگریس اور دیگر مجالس سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس اصول کو ترک کر دیا جائے۔ اگر فرقہ دارانہ نیابت کا اصول جاری رکھا جائے۔ تو لیگ کا جلسہ سکھوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے اس کو ضروری سمجھتا ہے۔ کہ ان کو نیابت میں ان کا حصہ دیا جائے ✤

—— کلکتہ ۱۰ اکتوبر۔ کل ڈمڈم ہوائی اسٹیشن میں بعض پر شوق ہوا بازوں نے مقامی بنے ہوئے ہلکے ہوائی جہازوں سے تجربہ کے طور پر پرواز کی۔ چونکہ اس تجربہ میں کامیابی ہوئی ہے۔ اس لئے توقع کی جاتی ہے۔ کہ اب ہمیں اچھے اور بہتر انجنوں کی مشینیں تیار کی جائیں گی جن کے استعمال میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک فورڈ موٹر کار سے بھی کم روپیہ صرف ہوگا ✤

—— لاہور ۱۱ اکتوبر۔ گذشتہ شب ایک ہندو خوانچہ فروش نانک چند کو رنگ محل کے قریب گھائل کیا گیا۔ یہ شخص زخموں کی وجہ سے بہت جلد مر گیا۔ مقتول نانک چند ایک حلوائی بال کرشن نامی کا نوکر تھا۔

—— امرتسر ۸ اکتوبر۔ قانون تحفظ حقوق والیان ریاست کی دفعہ ۳ کے ماتحت سردار رتن سنگھ ایڈیٹر و پبلشر "سچا ڈھنڈورا" کا مقدمہ مسٹر پکل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا جس کے خلاف مہاراجہ پٹیالہ نے از الہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر رکھا ہے۔ ملزم کی طرف سے ڈاکٹر کچلو بطور وکیل پیروکار تھے۔ اور متعدد گواہ بلائے گئے۔ آئندہ پیشی پر مہاراجہ نابھ اور دیگر سات گواہ پیش ہونگے

—— امرتسر ۸ اکتوبر۔ صوبہ بہار کے وزیر بلدیات و صحت عامہ مسٹر گنیش دت سنگھ آج بذریعہ شملہ سے امرتسر تشریف لائے ✤

—— پشاور ۹ اکتوبر۔ پرسوں صبح ۸ بجے چکلے کی گلی میں آگ لگی۔ جو اس قدر طوفان خیز ثابت ہوئی۔ کہ شام تک بڑی تیزی سے جلتی رہی۔ اور کوئی طاقت اس پر قابو نہ پا سکی۔ تقریباً اڑھائی ہزار گھر اور ایک ہزار کے قریب دوکانات نذر آتش ہو گئیں۔ گو ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کی جائیداد کم زیر آتش ہوئی ہے۔ مگر مسلمان جنکے گھر جلے ہیں بہت غریب اور کم مایہ لوگ ہیں۔ افواہ ہے۔ کہ آگ کے مشتعل ہونے کا باعث زیادہ تر ہندوؤں کے وہ تیزاب اور بم تھے۔ جو سونے پر سہاگے کا کام کرتے رہے۔ کئی جگہ بم کے دھماکوں اور تیزاب کو بھڑکتے ہوئے دیکھا گیا ہے ✤

—— شملہ ۱۰ اکتوبر۔ حکومت ہند کے محکمہ سیاسیات میں ۲۴ اکتوبر سے نمایاں تبدیلی ہوگی۔ سیکرٹری کا عہدہ سر جان طامسن کی بجائے آنریبل سی۔ سی واٹسن کے سپرد ہوگا۔ کیونکہ مسٹر طامسن چھ ماہ کی رخصت پر ۲۹ اکتوبر کو انگلستان روانہ ہو جاوینگے ✤

—— سید حبیب علی صاحب دلیر کا جو حیدرآباد کے ایک نامی اور بااثر پیر تھے۔ ایک سو تیس سال کی عمر میں ۱۰ اکتوبر کی صبح کو انتقال ہو گیا۔ آپ اب سے اسی سال قبل چوتھے نظام حیدرآباد نصیر الدولہ کے عہد میں مدینہ سے آکر حیدرآباد میں مستقل طور سے آباد ہو گئے تھے۔ حضور نظام اور مہاراجہ سر کشن پرشاد نے بھی بہ نفس نفیس تجہیز و تکفین میں شرکت فرمائی جس کا سرکاری طور پر انتظام کیا گیا تھا۔

—— لاہور ۱۱ اکتوبر۔ کل شام کے وقت آریہ ہندوؤں کے ایک وفد کی مسٹر اوگلوی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ملاقات ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ صاحب موصوف نے وفد کی معروضات کے جواب میں ارکان وفد کو اطمینان دلایا۔ کہ حکومت ان حملوں کو روکنے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے۔ اور وہ اس سلسلہ میں مناسب تجاویز پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہے ✤

—— لاہور ۱۲ اکتوبر۔ مسٹر اوگلوی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں عبدالعزیز کا مقدمہ آج پھر پیش ہوا۔ سوامی ستیانند پر قاتلانہ حملہ کرنے کے جرم میں اسے سات سال قید سخت کی سزا دی گئی۔ جس میں تین ماہ قید تنہائی بھی شامل ہے۔ نانک چند اور چونی لال پر حملہ کرنے کے جرم میں اسے مزید سات سال قید بامشقت کا حکم سنایا گیا۔ اس کے علاوہ میعاد ختم ہونے پر اس سے پانچ پانچ ہزار کی تین ضمانتیں تین سال کی مدت کیلئے طلب کیگئیں۔ اگر وہ یہ ضمانتیں مہیا نہ کر سکے تو تین سال قید مزید نہ کاٹنے کیلئے جیل ہی میں رہے ✤

—— دہلی ۱۲ اکتوبر۔ آج سہ پہر مقامی پولیس نے پنڈت اندر خلف سوامی شردھانند آنجہانی و مدیر روزنامہ "ارجن" کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ کے ماتحت گرفتار کر لیا۔ یہ گرفتاری ان تین مضامین کے سلسلے میں عمل میں آئی ہے۔ جو ۹ اور ۱۴ جولائی ۱۹۲۸ء کو "ارجن" میں شائع ہوئے ہیں۔ ملزم پانچ ہزار روپیہ کا ذاتی مچلکہ اور پانچ پانچ ہزار کی دو ضمانتوں پر رہا ہو گیا۔ مقدمہ کی سماعت ۲۰ اکتوبر کو ہو گی ✤

—— سرکاری طور پر اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ آرمی ریمونٹ سیکشن الف کے جو آدمی چین میں گذشتہ جنوری میں بلائے گئے تھے وہ اب نومبر کے آخیر تک چین سے چلے آئینگے ✤

—— لاہور ۱۳ اکتوبر۔ ۴ مئی کی رات کو جب لاہور میں بلوہ ہو گیا تھا۔ تو اکبری منڈی میں ایک بیچارہ برہمن بھگتو پانڈی بھی قتل کر دیا گیا تھا۔ اس قتل کے سلسلہ میں پیرا بہشتی۔ خدا بخش۔ فقیر محمد اور محمد حسین چار ملزمان کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند مقدمہ چل رہا تھا۔ عدالت نے فقیر محمد اور محمد حسین دو ملزمان کو ہر دو مقدمات میں مجرم قرار دیا۔ اور پہلے مقدمہ میں۔ یعنی بھگتو پانڈی کے قتل کے سلسلہ میں سزائے موت دی۔ نیز سورج بھان پر حملہ کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند سات سات سال قید سخت باقی دونوں ملزمان کو بری کر دیا ✤

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۱۲ اکتوبر۔ سر سڈنی نے شاہ ایڈورڈ کی سوانح عمری کی دوسری جلد طیار کر لی ہے۔

—— ماسکو ۱۲ اکتوبر۔ سرکاری ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ دارا سے رپورٹ آئی ہے۔ کہ روس میں زار کے وقت کے افسروں کو قتل نہیں کیا گیا ✤

—— ٹوکیو ۱۳ اکتوبر۔ آتش فشاں پہاڑ سینا پھٹ گیا ہے۔ اس کے دہانہ سے سیاہ دھواں نکل رہا ہے۔ جاپان سے سر کل کے فاصلہ تک راکھ گر رہی ہے ✤